

١٣٣٩ هـ

جمال النور

في نهى النساء عن زيارة القبور

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ

RIDAWI

رضا

PRESS

ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور **رضوی پریس** نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جلیلہ کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزا ہم اللہ احسن الجزاء

رسالہ

جَمَلُ التَّوْرِ فِي نَهْيِ النِّسَاءِ عَنِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

(نور کے جملے، عورتوں کو زیارتِ قبور سے روکنے کے بارے میں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى سِرِّسُولِكَ الْكَرِيمِ

مسئلہ ۱۸۱ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات محلہ جمال پور ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ
مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق و تصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے حوالہ سے عورتوں کے لیے زیارتِ قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا، ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

الجواب

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی دو رجسٹریاں
آئیں، تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں تھی، میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی
اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا، میں اس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالات نساء
سوائے حاضریِ روضۃ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا
جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا، خصوصاً اس طرفان بے تمیزی رقص و مزامیر و سرود

میں جو آج کل جہاں نے اعراضِ طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوامِ رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدی خوانی بالجماع خوش پر عورتوں کے سامنے مانعت فرما کر انھیں نازک شیشیاں فرمایا۔ والسلام

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی، جس پر جواب ارسال ہوا۔

مسئلہ از احمد آباد گجرات محلہ جمال پور مرسلہ مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب ۱۳ ربيع الآخر ۱۳۳۹ھ
مخدومی مکرمی معظی جناب مولانا صاحب دام محبتکم، بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہو۔ فتویٰ کو آپ کے دیکھا۔ حضرت مولانا! مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں، یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہوئے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے، نماز فجر و عشاء میں عورتیں توجہ انوار حقیقتِ محمدی و حقیقتِ قرآن کے لیے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالیٰ اور قرآنِ عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں اور فیضِ رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوتی بلکہ انتظامِ فیضِ رسانی یہ ہوا کہ

بقدرتِ اللہ المستقد میں منکم ولقد علمنا
المستأخرین ۵ وان سربك هو یحشرهم
انہ حکیم علیہم ۵

بیشک ہمیں معلوم ہیں تم میں کے آگے والے اور پیچھے والے اور بیشک تمہارا رب ان کو جمع کرے گا، بلاشبہ وہ حکمت والا علم والا ہے۔ (ت)

www.alahazrat.net

اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا:

خیرصفوف الرجال اولہا وشرہا آخرہا و
خیرصفوف النساء آخرہا وشرہا اولہا
مردوں کی صفوں میں سب سے بڑھ کر اگلی ہے اور سب سے کم تر پچھلی، اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر پچھلی ہے اور سب سے کم تر اگلی ہے۔ (ت)

مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوتی اس کو بندہ مانتا ہے، فیضِ حقیقتِ محمدی و حقیقتِ قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں عمدہ کی مل کر مشد کے مکان پر جائیں اور مرشد طریقت مرعش اور شیخ فانی پردہ میں بیٹھا کر ان کو توجہ حقیقتِ محمدی اور قرآن کی دے اس پر حکمِ حرمت لگانا غلط اور فیضِ محمدی کا مقابلہ اور موردِ یونیدون ان

۱۵ / ۲۴ القرآن

۱۵ / ۲۵ القرآن

صحیح مسلم

باب تسویۃ الصفوف الخ

نور محمد اصح المطابع کراچی

۱۸۲ / ۱

تَظْفُثُوا نَوْرَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ (اللہ کا نور اپنے منہ سے بچانا چاہتے ہیں۔ ت) بنا ہے۔ شیخ طریقت تو انسا
 عرضنا الامانة الآية (بیشک ہم نے امانت پیش کی الآیۃ۔ ت) میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے
 سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جاتا ہے، اور یہ اس امانت کی جڑ اکھاڑتا ہے، یہ فیض بڑا اکھاڑنے والے کو
 بے وقار کر کے اکھاڑ دے گا۔ محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو توجہ دی، اول مرید کر کے، یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے، طریقہ
 عالیہ قادریہ کی توجہ کلہ طیبہ کے ذکر کی ہوگی، اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلہ طیبہ کا بتایا جائے گا ضرب اللہ
 قلب پر مارنا سکھایا جائے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلہ طیبہ کا سکھاتی ہے اور مرشد
 طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں۔ پردہ میں ایک عورت نہیں محلہ کی دس پندرہ عورتیں بیٹھی ہیں، یہاں خلوت اجنبیہ کا
 حکم نہیں لگتا۔ یہ جلوت ہے، جلوت میں فیض رسانی طریقت عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اس مجلس
 میں طریقہ نقش بندہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دی جاتی ہے۔ بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے، وہاں
 یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا، نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میانہ مشکل سے ملتا ہے،
 غربار و مساکین میں قدرت ان سواروں میں بیٹھنے کی نہیں، اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی و میانہ کا حکم دیا ہے۔
 یدنین علیہن من جلابیہن (ان پر اپنی چادریں ڈال دیں۔ ت) اور قل للمؤمنین یغضوا من
 ابصارہم وقل للمؤمنین یغضضن من ابصارہن (ایمان والے مردوں سے فرماؤ اپنی نگاہیں نیچی
 رکھیں، اور ایمان والی عورتوں سے فرماؤ اپنی نظریں پست کریں۔ ت) اور ذلیف بن بخرمہن علی جیبہن
 (اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ ت) اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔ عمدۃ العتاری
 شرح بخاری ج ۴ ص ۷۸ :

حاصل یہ کہ عورتوں کے لیے زیارت قبور مکروہ ہے بلکہ	حاصل الکلام من هذا کله ان زیارة القبور
اس زمانے میں حرام ہے خصوصاً مصر کی عورتوں کے لیے،	مکروہۃ للنساء بل حرام فی هذا الزمان لاسیما
اس لیے کہ ان کا جانا فتنہ اور خرابی کے طور پر ہوتا ہے،	نساء مصر لان خروجہن علی وجه الفساد
زیارت کی رخصت تو صرف اس لیے ہوتی تھی کہ امر آخرت کو	والفتنة وانما رخصت الزیارة لتذکر امر الاخرة

۷۲/۳۳ القرآن

۳۰/۲۴ القرآن

۳۱/۲۴ القرآن

۳۲/۹ القرآن

۵۹/۳۳ القرآن

۳۱/۲۴ القرآن

اساف اور ناکہ نے جاہلیت میں (خانہ کعبہ کے اندر) زنا کیا اور قدرت الہیہ نے دونوں کو مسخ کر دیا ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آئے تو کیا اُس خبیثت کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کر کے عورتوں کے حج و زیارت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا، ہرگز نہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس میں مغربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے، اُس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں، ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں، بُرقع اور ٹھکر آتی ہیں، اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں۔ اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے کے لیے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیضِ رسائی حقیقتِ محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کرتے ہیں، اور اس فیض میں وہ وقت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں۔ یہ جگہ مقامِ قوالی سے دُور ہے اور نماز فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصانِ قوالی کا بالکل نہیں، اور یہ عورتیں نیچت پر وہ نشین بُرقع اور ٹھکر آنے والی ہیں، آپ نے اس کج آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کر سکتا ہے اب ان عورتوں پر حکمِ حُرمت لگانا غلط ہے۔ سرخیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں فاحشاتِ مغنیات اور رنڈتیں اور با پردہ سوا لاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی، ذکر خفی، مراقبہ، فیضِ حقیقتِ محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔ حقوقِ اولیاء و خیر خواہی اولیاء و خیر خواہی سید الاولیاء والا عین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں

الدین النصیحة لله ولرسوله وللمؤمنین (دین خیر خواہی ہے اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے۔ ت) یہ کہاں ہوئی، اولیاءِ فیضِ حقیقتِ محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں، وہ با پردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی اُن پر حکمِ عدم جواز لگائیں۔ اس صورت میں فیضِ حقیقتِ محمدی کو روکنا ہے۔ اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں مگر آپ کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل گیا تو عرض کرنا چاہئے ہُبَّہُ دُو پِیْسے کی چڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے:

احطت بما لم تحط به وجئتک من سببا
بنبا یقینؑ

میں نے وہ دیکھا جو آپ نے نہ دیکھا اور میں آپ کے
شہر سببا سے یقینی خبر لایا ہوں۔ (ت)

اول تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رمد میں مبتلا ہیں اور یا تھوڑوں بڑوں سے ملایا ہے، طبیعت پریشان ہے، یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھے، آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ عرض کرتے ہیں، اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف، نسائی جز ۱ صفحہ ۶۳۵ میں ہے:

اس میں عورتوں کے لیے جواز زیارت کی
دلیل ہے۔ (ت)

امام نووی شرح مسلم کی جلد ۴ صفحہ ۳۱۴ میں فرماتے ہیں:

قیہ دلیل لمن جاز للنساء ان یأرقن القبور۔ الخ
اس میں عورتوں کے لیے زیارت قبور جائز ماننے
والوں کے لیے دلیل ہے (ت)

فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری دہلی ص ۶۶۲ میں ہے:

اختلف فی النساء فقیل دخلن فی عموم
عورتوں کے بارے میں اختلاف ہوا، کہا گیا کہ اجازت
الاذن وهو قول الاکثر ومحله اذا امننت
کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں، اور یہی اکثر کا قول ہے،
اور اس حکم کا موقع فتنہ سے امن کی حالت میں ہے (ت)

اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گربے گانے والی، قوالی سننے والی عورتوں کے لیے زیارت قبور اولیاء کو جانا حرام
اور فیض الہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے حکام کو بیجا لاکر کرنا جائز نہیں ہے سلسلہ اس طرح مشرح بیان
کیا ہے، اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے، آپ میرے مرتبی اور قبلہ و کعبہ حاجات
ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت کلبہ عاجلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

رقیبہ حکیم عبدالرحیم عفی عنہ مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن جمالی پور مسجد کالج ۵ ربیع الاول شریف
اور مصطفیٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب اُن سے لکھو اگر میری تسلی کر دیجئے، میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح
سمجھائیے، اور وہ فتویٰ جو تحفہ حنفیہ میں عدم جواز زیارت قبور نسا کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر
روانہ فرمائیے، اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

- ۱/۱۹۱ لہ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ باب زیارة القبور فصل ثالث نوریہ رضویہ سکھ
۱/۳۱۴ لہ شرح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذخانی زیارة القبور نور محمد اصح المطابع کراچی
۲/۳۹ لہ فتح الباری شرح البخاری باب زیارة القبور مصطفیٰ البابی مصر

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُكَ ۝ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝
 مولانا المکرم اکرم وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ! آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الاول شریف کو آئی، میں
 ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا
 دیا تھا، آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے
 ہیں۔ میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش ہوئے کافی تھے اب قدرے تفصیل کروں۔

(۱) پہلے گزارش کر چکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں۔ مگر نظر بحال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ
 اکابر متقدمین کے نزدیک سبیلِ ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہلِ احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ
 منافقین کے باعث عورتوں کو مسجدِ کریم میں حاضری سے اللہ جل و علا در رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تہدید و ترہیب اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترغیب فرمائی اور میں
 اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور نے عیدین کی سخت تاکید فرمائی، یہاں تک حکم فرمایا کہ
 برکتِ جماعت و دعاءِ مسلمین لینے کو حیض و ایام بھی نکلیں، مصلے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کنواریاں
 بھی جائیں، جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔ صحیحین میں ام عظیمہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا سے ہے:

امرنا ان نخرج الحيض يوم العیدین و
 ذوات الخد و ریشہدن جماعة المسلمين
 و دعوتہم و تعتزل الحيض عن مصلاہن
 قالت امرأة يا رسول الله احدنا ليس
 لها جلباب قال لتلبسها صاجدتها من
 جلبابہا۔
 ہمیں حکم دیا گیا کہ عیدین کے دن حیض والی اور پردہ نشین
 عورتوں کو بھی ساتھ لے جائیں تاکہ یہ بھی مسلمانوں کی
 جماعت اور دعائیں شریک ہوں اور حیض والیاں نماز
 کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ہم میں کوئی عورت ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پاس
 چادر نہیں، فرمایا، اس کے ساتھ والی اسے اپنی چادر کا
 حصہ اڑھادے۔ (د ت)

اور یہ صرف عیدین میں ہی امر نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی

بانیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ مسند احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تمنعوا اماء الله مساجد الله لی اللہ کی بانیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (ت) یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر و جواب کے لیے ہے اور نہی تحریم کے لیے۔ اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بانیہم آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔ در مختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ:

یکرہ حضورھن الجماعة والجمعة و عید و وعظ مطلقاً ولو عجزوا لیل علی المذہب المغتبی بہ لفساد الزمان علی جماعت میں عورتوں کی حاضری۔ اگرچہ جمعہ، عید اور وعظ کے لیے ہو۔ مطلقاً مکر وہ ہے اگرچہ بڑھی عورت رات کو جائے۔ یہی وہ مذہب ہے جس پر فسادِ زمانہ کے باعث فتویٰ ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتبِ معتقدہ میں ہے۔ ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عیدین در کنار وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمادیا اگرچہ بڑھیا ہو، اگرچہ رات ہو۔ وعظ سے مقصود تو صرف اخیر فیض و سماع امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے، اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے۔ اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعینہ

عہ غیرانہ لو یصرح فیہ باسم الصحابی فقیل عن عمر کما عند عبد الرزاق واحمد وقیل عن ابن عمر کما عند مسلم واحمد واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

مگر اس میں صحابی کے نام کی صراحت نہیں۔ کہا گیا کہ یہ روایت حضرت عمر سے ہے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق اور مسند امام احمد میں ہے، اور کہا گیا کہ حضرت ابن عمر سے ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جیسا کہ صحیح مسلم اور مسند امام احمد میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

۱۸۳/۱	نور محمد اصح المطابع کراچی	باب خروج النساء الی المساجد	صحیح مسلم شریف
۱۲۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الجمعہ	صحیح البخاری
۸۳/۱	مطبع محبتائی دہلی	باب الامامة	لہ در مختار

مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انہوں نے فرمایا، اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی تمہیں مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔ (ت)

عنه النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة مرضى الله تعالى عنها فقالت لو علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما علم عمر ما اذن لكن في الخروج.

پھر فرمایا:

اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جو ان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرما دیا۔ رہ گئیں بڑھی عورتیں، ان کے لیے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر و عصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لیے کہ خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ (ت)

فاجتبه به علماء وناو منعوا الشواب عن الخروج مطلقا اما العجائز فمنعهن ابو حنيفة مرضى الله تعالى عنه عن الخروج في الظهر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على كراهة حضورهن في الصلوات كلها لظهور الفساد.

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عمارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے سے:

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے عورت سر یا شرم کی چیز ہے، سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تر میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ اور امام ابراہیم نخعی تابعی اساتذہ الامام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔

وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه المرأة عورة واقرب ما تكون الى الله في تعريتها فاذا خرجت استشرفها الشيطان وكان ابن عمر رضى الله تعالى عنهما يقوم يحصب النساء يوم الجمعة يخرجهن من المسجد وكان ابراهيم يمنع نساء الجمعة والجماعة.

لہ وکے العنایۃ علی حاشی فتح القدر باب الامامة فوریر رضویہ سکھر ۳۱۴/۱
کے عمدة القاری شرح البخاری باب خروج النساء الى المساجد ادارة الطباعة المنيرية بیروت ۱۵۴/۶

جب ان خیر کے زمانوں ان عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں، اور کاہے سے، حضور مساجد و شرکت جماعات سے۔ حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمینہ مشرور میں ان قلیل یا مہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی، وہ بھی کاہے کی، زیارت قبور کو چاہنے کی، جو شرعاً مکہ نہیں۔ اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا نافرمانوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے۔ شرع مطہر کا قاعدہ ہے کہ جب مصلحت پر سلب مفسدہ کو مقدم رکھتی ہے درء المفسد اہم من جلب المصلح (خرابیوں کے اسباب دور کرنا خوبیوں کے اسباب حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ ت) جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا۔ اس مصلحت عظیمہ سے ائمہ دین امام اعظم و صاحبین و من بعد ہم نے روک دیا، اور عورتوں کی مسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں، فاسقات نہ آئیں، بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا فرما رہے ہیں۔ کیا انھوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں، اذمن کان مؤمناً کمین کان فاسقاً۔ ام نجعل کیا جو ایمان والا ہے وہ اس کی طرح ہوگا جو نافرمان ہے؟ المتقین کالفجار۔

یا ہم پر ہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں؟ (ت) تو اب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے، اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا، اور عورتوں کی قسیم کیونکر چھانٹی جائیں گی!

(۳) صلاح و فساد قلب امضمہ ہے اور دعوے کے لیے سب کی زبان کشادہ اور محقق و مبطل نامعلوم معنیاً اصلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ دشوار نہیں، خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ قلب کیلئے بہت آمادہ، ولہذا رویدک انجشۃ سرفقا بالقواسیر (انجشہ! آگیوں کے ساتھ زمی کی خاطر سواریاں آہستہ چلاؤ۔ ت) ارشاد ہوا مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت۔ نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے، جب قسم کھائے، حلف اٹھائے، نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید دلائے و ما یعدہم الشیطن الا غروراً (اور شیطان انھیں فریب ہی کے وعدے دیتا ہے۔ ت) بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے۔ اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جاتر، یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسی کی تطویل۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں:

الفاؤبہذا مع السلامة اقل قلیل حرم پاک میں سکونت کر کے گناہ سے سلامت رہ جائیو

فلا یبغی الفقه باعتبارہم ولا یذکر حالہم
 قیداً فی الجوانح لان شان النفوس الدعوی
 الکاذبۃ وانہا لا کذب ما یکون اذا
 حلفت فکیف اذا ادعت یلہ (ملخصاً)
 کہ وہ جھوٹے دعویٰ کرتا ہے اور وہ جب قسم کھائے اُس وقت بھی سب سے زیادہ جھوٹا ہوتا ہے پھر جب صرف
 دعویٰ کرے اُس وقت کیسا ہوگا!

ساداتِ ثلاثہ علامہ علی و علامہ طحاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں :

وہو وجیہ فی نصوص علی الکراہۃ و یترک
 التقیید بالسوئوق یلہ
 یہ کلام عمدہ ہے تو سکونتِ حرم کو صراحتاً مکروہ بتایا جاتا
 اور یہ نہ کہا جائے گا کہ اگر اپنے نفس پر گناہ سے سلامتی
 کا بھروسہ رکھتا ہو تو مکروہ نہیں۔ (ت)

مفتی شرح ملتقی میں ہے :

اما من کان بخلافہم فنادر فی هذا الزمان
 فلا یفرد بحکمہ دفعا لخرج التمییز بین
 المصلح والمفسد یلہ
 اس زمانے میں ایسے طالب علم کا وجود نادر ہے جو ان
 بگڑے ہوئے عام طلبہ کے برخلاف ہو تو اس کے لیے
 کوئی الگ حکم نہ ہوگا کیونکہ یہ اقیانوسِ کبریا کا شہسوار ہے کہ
 مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے! (ت)

شرح باب میں ہے :

لو كانت الاثمة في زماننا وتحقق لهم
 شأننا لصرحوا بالمحرمة -
 ناجائز ہی بتاتے (ت)۔ (ان عبارتوں سے استناد یہ ہے کہ فقہی احکام اکثر کے لحاظ سے ہوتے ہیں ۱۲ مرتبہ)
 (۴) زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اس
 رخصت میں داخل ہوں یا نہیں، عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث لعن اللہ ذوات القبور (خدا
 کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ ت) سے قطع نظر کر کے تسلیم کیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی

۱۔ فتح القدر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ ۹۴/۳
 ۲۔ رد المحتار کتاب الحج مطلب فی المجاورۃ بالمدينة المنورة ادارة الطباعة المصرية ۲۵۸/۲
 ۳۔ مفتی شرح ملتقی علی حاشیاء مجمع الانهر کتاب النکاح فصل نفقة الطفل الفقير دار اخبار التراث العربی بیروت ۵۰۰/۱
 ۴۔ شرح باب مع ارشاد الساری فصل اجموعاً علی التہ دار الکتب العربیہ بیروت ص ۳۵۲
 ۵۔ عمدة القاری شرح البخاری باب زیارة القبور ادارة الطباعة المنیریہ بیروت ۶۹/۸

شامل ہوتی، مگر جس قدر اول کی عورتوں کو جن میں حضور مساجد و جمعہ وعیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا جب زمانہ فساد آیا ان ضروری تاکیدیں حاضرین سے عورت کو ممانعت ہوگئی، تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ اسی غنیہ کے اسی صفحہ ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے :

ينبغي ان يكون التزويه مختصاً بزمانه صلى
الله تعالى عليه وسلم حيث كان يباح
لهن الخروج للمساجد والاعیاد وغير
ذلك وان يكون في زماننا للتحريم الخ
ممانعت کا تنزیہی ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے عہد پاک سے خاص ہونا چاہئے جبکہ
ان کے لیے مسجدوں اور عیدین وغیرہ کی حاضری جائز
تھی ہمارے زمانے میں تو تحریمی ہونا ہی مناسب ہے (ت)

اسی یعنی جلد چہارم میں آپ کی عبارت منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابو عمر سے ہے :

ولقد كره اكثر العلماء خروج جهن المـ
الصلوات فكيف الى المقابر وما اظن سقوط
فرض الجمعة عليهم الا دليل على مساكنهم
عن الخروج فيما عداها۔
اکثر علماء نے نمازوں کے لیے عورتوں کا جانا مکروہ رکھا
ہے تو قبرستانوں میں جانے کا حکم کیا ہوگا؟ میں تو یہی
سمجھتا ہوں کہ ان سے فرض جمعہ ساقط ہو جانا اس
بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس کے ماسوا سے بھی
روکا جائے گا۔ (ت)

(۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے، جواز نفس مسئلہ کا فی ذاتہ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارض غائب
توفیقی نہ ہوگا مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز اور اس کی تصحیح تک کتب
میں مصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علماء منع مطلقاً جیسے جوارح حرم و دخول زناں بہ حمام و نفقہ طالب علم و لعب
شطرنج وغیرہ۔ اول و سوم کی عبارات گزریں، درمختار میں دربارہ دوم ہے، فی زماننا لا شك فی
الکراہۃ (شہر کے عام حمام میں عورتوں کا جانا ہمارے زمانے میں بلاشبہ منع ہے۔ ت) کافی و جامع الزمر
و ردالمحتار میں دربارہ اخیر ہے،

هو حرام و کبیرۃ عندنا و فی اباحتہ
اعانة الشیطان علی الاسلام
ہمارے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے
اور اسے جائز ٹھہرانے میں اسلام اور مسلمانوں کے

۱۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز
۲۔ عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارة القبور
۳۔ درمختار باب الاجارة الفاسدة
سہیل اکیڈمی لاہور
ادارۃ الطباعة النیرید بیروت
مطبع مجتہاتی دہلی
ص ۵۹۵
۶۹/۸
۱۷۸/۲

خلاف شیطان کو مدد دینا ہے۔ (ت)

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو، جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں، جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ یا اعتبار غالب کے ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک۔ یہیں سے بریائیوں کا حال کھل گیا، دس ہزار بریائیاں مردارینہ سے دُنبے بکرے کی ہوں اور اُن میں دس ہزار ان مذکورہ جانوروں کی مختلط ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں یہاں تک کہ اُن میں تحرّی کر کے جس کی طرف حلت کا خیال ہے، اُسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک۔ درمختار میں ہے،

تعتبر الغلبة في اوان طاهرة و نجسة و ذكوة
و ميتة فان الاغلب طاهر تحسري و
بالعكس و السواء لا
پاک و ناپاک برتنوں اور مردار و مذکورہ جانوروں میں
کثرت کا اعتبار ہوگا اگر اکثر پاک ہیں تو تحرّی کرے
اور جس کی پاکی پر دل ہے اسے استعمال کرے اور
اگر ناپاک زیادہ ہوں یا برابر ہوں تو تحرّی نہ کرے کہ اب کسی کا استعمال جائز نہیں۔ (ت)

ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرت حرام سے اُس پر کیا اثر۔ مگر یہاں اُس چکے کہ فساد و صلاح
قلب مضمر و تمیز متعذر، نامیسر۔ اور نکتے کی عبارت ابھی گزری پھر غلبہ فساد یقین، تو قطعاً مطلقاً حکم نعت
متعین، جیسے وہ بیسیوں ہزار بریائیاں سب حرام ہوتیں حالانکہ اُن میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسک
علمائے کرام چلے۔

www.alhazratnetwork.org

(۷) یعنی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے فعل کی اس میں نہ زنانِ مصر سے حکم خاص ہے
نہ مغنیہ و دلالہ کی تخصیص۔ اُس میں سولہ صنف فسادِ زنا تو بیان کیں جن میں دو یہ ہیں، اور فرمایا اور
اس کے سوا اور بہت سے اصناف قواعد شریعت کے خلاف، اور بتایا کہ اُم المؤمنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں
کو فرماتی ہیں کہ اُن میں بعض امور حادث ہوئے، کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزارواں حصہ
نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پھلے دیکھیے جہاں اُنھوں نے اپنے ائمہ حقیقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنانِ فتنہ گرسے خاص، اور اس کی علت خوفِ فتنہ بتائی ہے
کہ خاص وقوع، یہی بعینہ نص ہدایہ ہے،

يكره لهن حضور الجماعات يعني الشواب
جماعتوں میں عورتوں یعنی جوان عورتوں کی حاضری

منهن لما فيه من خوف الفتنة۔
 مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے (ت)
 ہاں جن سے وقوع ہو رہا ہے، جیسے زنانِ مصر، ان کے لیے حرام بدرجہ اولیٰ بتایا ہے کہ جب خوفِ فتنہ
 پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکمِ حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر۔ عبارتِ عینی یہ ہے :
 قال صاحب الهدایة یکره لهن حضور الجماعات
 وقالت الشراح یعنی الشواب منهن و
 قوله الجماعات يتناول الجمع والاعیاد
 والكسوف والاکستسقاء وعن الشافعی یباح
 لهن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجهن
 خوف الفتنة وهو سبب للحرام وما یفضی
 الی الحرام فهو حرام فعلى هذا قولهم
 یکره مرادهم یحرم لاسیما فی هذا الزمان
 لشیوع الفساد فی اهلته :-
 لفظ ”مکروہ“ سے ان کی مراد ”حرام“ ہے، خصوصاً اس زمانے میں اس لیے کہ اب لوگوں میں خرابی اور بُرائی
 عام ہو گئی ہے۔ (ت)

پھر اسی صفحہ پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور
 امام اجل ابراہیم حنفی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا، کما تقدّم
 (جیسا کہ پہلے گزرا۔ ت) عنایہ سے گزرا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا۔
 کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں۔ اور ان امام اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ
 فتنہ گر و اہل فساد تھیں، حاشا ہرگز نہیں، یا للعجب اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک

عہ اقول لا بل هو نفس نص الهدایة
 میں کہتا ہوں نہیں بلکہ خود ہدایہ کی عبارت ہے
 کما سمعت۔ منہ غفرلہ (م)
 جیسا کہ سُن چکے۔ منہ غفرلہ (ت)

لہ الهدایة باب الامامة
 لہ عمدة القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد ادارة الطباعة المنيرية بیروت ۱۵۶/۶
 ۱۰۵/۱ المكتبة العربية کراچی

عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بقولہا لو ان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سرای ما احدث النساء بعدہ لمنعهن
کما منعت نساء بنی اسرائیل واذ اقلت
عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا هذا عن نساء
نرمانہا فما ظنک بنساء نرمانہا۔

فرما رہی ہیں تو ہمارے زمانے کی عورتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ (ت)
دیکھیے اُسی منع مساجد سے سنہ لی جس کا حکم عام ہے تو لہذا فی خروجہن من الفساد (ان کے
نکلنے میں خرابی ہے۔ ت) سے فساد بعض ہی مراد، اور اُسی سے منع کل مستفاد، نہ کہ صرف فساد و ایوں پر
قصر ارشاد۔

(۱۰) غنیہ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ تھا،
یہ شعبی سے جو کچھ نقل فرمایا وہ بھی ملاحظہ ہو:

سئل القاضی عن جوار خروج النساء
الی المقابر قال لا یسأل عن الجواز والفساد
فی مثل هذا وانما یسأل عن مقدار
ما یلحقها من اللعن فیہا و اعلم انہا
کلما قصدت الخروج کانت فی لعنة
اللہ وملائکتہ و اذا خرجت تحفها الشیاطین
من کل جانب و اذا اتت القبور یلعنہا
روح المیت و اذا رجعت کانت فی
لعنة اللہ۔

یعنی امام قاضی سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر
کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا، ایسی جگہ جواز
و عدم جواز نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ اس میں عورت
پر کتنی لعنت پڑتی ہے، جب گھر سے قبور کی طرف
چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت
میں ہوتی ہے، جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب
طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک
پہنچتی ہے میت کی رُوح اس پر لعنت کرتی ہے،
جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے (ت)

ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا، مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے سے سوال تھا
اُس کا یہ جواب ملا، اب جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے۔ غرض یہ تمام عبارات جن سے آپ نے

استدلال فرمایا، آپ کی نقیص مدعا میں نص ہیں۔

(۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کے صلاح و فساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے، اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگرچہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی ہے اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو۔ یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی۔ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ، نقیہ، نقیہ حضرت عائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنی پر عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا، پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اُس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جرمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

نہینا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا
 ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر
 قطعی ممانعت نہ تھی۔

اسی پر غیبیہ کی اُس عبارت میں فرمایا کہ یہ اُس وقت تھا جب حاضری مسجد انھیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس وجہ سے امیر المؤمنین نے اُن کی شرط قبول فرمائی، پھر بھی چاہتے ہی تھے کہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المؤمنین پر پابندی شرط منع نہ فرماتے۔ امیر المؤمنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا، منع فرماتے وہ نہ مانتیں۔ ایک روز انھوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں اُن کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے، جب یہ آئیں اُس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انھوں نے نکل کر پیچھے سے اُن کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے۔ حضرت عائکہ نے کہا، انا لله فسد الناس ہم اللہ کے لئے ہیں، لوگوں میں فساد آگیا۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اُس پر خوف کا کیا علاج! اب یہ سب کو ایک پچانسی پر لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا! ہمارے ائمہ

۱۷۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اتباع النساء۔ الجنائز	۱۷ صحیح البخاری
۵۹۵ ص	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الجنائز	۱۷ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی
۲۵۷/۴	دارصادر بیروت	ترجمہ ۶۹۵ عائکہ بنت زید الخ	۱۷ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ

نے دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد ہدایہ لمافیہ من خوف الفتنة (اس لیے کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ ت) دونوں کو شامل ہے، عورت سے خوف ہو یا عورت پر خوف ہو۔ اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ،

لاباس للعجو من ان تخرج في الفجر والمغرب والعشاء هذا عند ابى حنيفة وقال لا يخرجون في الصلوات كلها لانه لا فتنة لقله الرغبة وله ان فرط الشبق حامل فتقع الفتنة غير ان الفساق انشأهم في الظهر والعصر والجمعة

یہ ہے کہ فاسقوں کا ادھر ادھر چلنا پھرنا ظہر، عصر اور جمعہ کے وقت ہوتا ہے (اس لیے فجر، مغرب اور عشا میں اُسے جانے کی اجازت دی گئی)۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا:

بالتنظر الى التعليل المذكور منعت غير المنزنية ايضا لقلبة الفساق وليلا وان كان النص يبيحه لان الفساق في زماننا اكثر انشأهم وتعرضهم بالليل وعمم المتأخرون المنع للعجائز والشواب في الصلوات كلها لقلبة الفساد في سائر الاوقات

عام ممانعت کر دی اس لیے کہ سبھی اوقات میں فساد و حسد ابی کا غلبہ ہے۔ (ت)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو جو اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھیے،

فیہ (ای فی الحدیث) انه ینبغی (ای للزوج) اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جس کام میں عورت کے لیے

منفعت ہے اس کے لیے چاہئے کہ شوہر اسے نکلنے کی اجازت دے دے اور منع نہ کرے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب عورت پر اور عورت کے سبب فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اُس زمانے میں اکثری حالت اطمینان و بے خوفی ہی کی تھی۔ مگر اب ہمارے زمانے میں ترقی و فساد اور برائی عام ہے اور مفسد بہت ہیں۔ ہم نے حالت امن کی جو قید ذکر کی اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے۔ (ت)

اُسی کی جلد چہارم کی عبارت کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا خصوصاً زمانِ مہر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی اولویت تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گز عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیوں کا ہے ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لهن الخروج (امام شافعی سے روایت ہے کہ ان کا نکلنا جائز تھا۔ ت) ولہذا کرمانی پھر مستقلانہ پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تمیمی کہ فساد بعض زمان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے، نقل کر کے کہا،

قلت الذی یعول علیہ ما قلناہ ولم یحدث الفساد فی کلِّ ۱

جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبدالبر سے دیکھیے،

لیکن جوان عورتیں تو وہ جہاں بھی نکلیں ان کے سبب اور ان کے اوپر فتنہ سے بے خوفی نہیں۔ اور عورت کے لیے اپنے گھر کے اندر رہنا سب سے اچھا ہے (ت)

اما الشواب فلا تو من من الفتنۃ علیہن
وبہن حیث خرجن ، ولا شیئ للمراة
احسن من لزوم مقعر بیتہا۔

۱۵۷/۶	باب خروج النساء الی المساجد	ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت	شرح القاری	۲
"	"	"	"	"
"	"	"	"	"
۱۵۹/۱	باب زیارت القبور	"	"	۳
۶۹/۸	"	"	"	۴

المحدث اب تو وضوحِ حق میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علمائے خروجِ زن کے چند مواضع گناہے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجال خروج النساء میں ہے۔ اور صاف فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں گناہ گار ہوں گے۔ درمختار میں ہے :

لا تخرج الا لحق لها وعليها او لزيارة ابويها
كل جمعة مرة او المحارم كل سنة
ولكونها قابلة او غاسلة لا فيما عدا
ذلك وان اذن كان عاصيين^۱۔

نہلانے والی ہے۔ ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے۔ اگر شوہر نے اجازت دی تو دونوں گناہ گار ہوں گے (ت) تازل امام فقیہ ابواللیث و فتاویٰ خلاصہ و فتح القدر وغیرہ میں ہے :

يجوز للخروج ان يأذن لها بالخروج الى
سبعة مواضع اذا استأذنته زيارة الابوين
وعيادتها وتعزيتهما او احدهما و
زيارة المحارم فان كانت قابلة او
غاسلة او كان لها على اخر حق او كان
لاخر عليها حق تخرج با الاذن ولغير
الاذن والحج على هذا وفيما عدا
ذلك من زيارة الاجانب و عيادتهم
والوليمة لا يأذن لها لو اذت و خرجت
كانا عاصيين^۲۔

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارتِ قبور کا بھی استثناء کیا، کیا یہ استثناء کسی معتمد کتاب میں مل سکتا ہے۔
(۱۳) اقول وبالله التوفيق وبه الوصول الى ذرى التحقيق (میں کہتا ہوں۔ اور توفیق

خدا ہی سے ہے، اور اسی کی مدد سے تحقیق تک رسائی ہے۔ (ت) ان تمام مباحث جلیلہ سے بجز اللہ تعالیٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انبیؑ ظاہر ہوئی۔ عام مجوزینِ نفس زیارتِ قبر لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارتِ قبور کے لیے خروجِ نساء نہیں کہتے عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارتِ قبر کے لیے عورتوں کے جانے کو منع فرماتے ہیں، ولہذا خروج الی المسجد کی ممانعت سے سد لگاتے ہیں، اور ان کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے اسی طرف جاتے ہیں، تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفرِ حائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جرع و فرع و تجدید حرن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب و غیر یا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے۔

وہ فرماتے ہیں اصح یہ ہے کہ رخصت مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے اس لیے کہ مردی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر وقت قبرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرتی تھیں اور جب حج کو جاتیں تو راہ میں واقع اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ (ت)

حیث قال والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء جميعا فقد روى ان عائشة رضي الله تعالى عنها كانت تزود قبور رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في كل وقت وانها لما خرجت حاجة زارت قبور اخيها عبد الرحمن

بحر الرائق وعلگیری وجامع الرموز و مختار الفتاویٰ و کشف الغطاء و سراجیہ و در مختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا۔ ہمارے خلاف نہیں، ہاں مائتہ مسائل پر رد ہیں جس میں مطلق کہا تھا:

زنان راز زیارتِ قبور بقول اصح مکروہ تحریمی است۔ عورتوں کے لیے زیارتِ قبور بقول اصح مکروہ تحریمی ہے۔ (ت) لاجرم وہی در مختار جس میں تھا، لا باس بزیاارة القبور للنساء (عورتوں کے لیے زیارتِ قبور میں کوئی حرج نہیں۔ ت) اسی میں ہے، ویکرہ خرد و جہنم تحریمیما (عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ ت)

لہ کشف الاسرار عن اصول البزدوی بیان جواز زیارة القبور للنساء دار الکتب العربیہ بیروت ۱۸۶/۳
لہ مائتہ مسائل

لہ در مختار باب صلوة الجنائز مطبع مجتہبائی دہلی ۱۲۴/۱
لہ ایضاً

وہی بجز الراتی جس میں تھا، الاصح ان الرخصة ثابتہ لہما (اصح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔ ت) اسی میں ہے :

لا ینبغی للنساء ان ینخرجن فی الجنازة لان
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہاھن
عن ذلك وقال انصرفن ما نرا ورات
غیر ما جو سات یتہ

اتباع جنازہ کہ فرض کفایہ ہے جب اُس کے لیے اُن کا خروج ناجائز ہو تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے اُس کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ پھر نفسِ زیارتِ قبر جس کے لیے عورت کا خروج نہ ہو اُس کا جواز بھی عند الحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شروط اُن کا اجتماع نظر بعبادتِ زنانِ نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں ہوتا۔ تو سبیلِ اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔ ردالمحتار ومنتہ الخاتی میں ہے :

ان کان ذلك لتجدید المحزون والبكاء والندب
على ما جرت به عادتهن فلا يجوز وعلیه
حمل حدیث لعن الله نرات القبور و
ان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء
والتبرک بزیارة قبور الصالحین فلا بأس
اذا کن عجاثر ویکره اذا کن شواب کحضور
الجماعة فی المسجد اه نراد فی ردالمحتار
وهو توفیق حسن اھ وکتبت علیہ
اقول قد علم ان الفتوی علی المنع
مطلقا ولو عجوزا ولولیل فکذلک فی زیارة
القبور بل اولی۔

منوع ہے اگرچہ بوڑھی عورت ہو اور اگرچہ رات کو نکلے۔ تو یہی حکم زیارتِ قبور میں بھی ہوگا بلکہ یہاں بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

۱۹۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل السلطان اتحق بصلوٰتہ	کتاب الجنائز	۵
۱۹۲/۲	" " "	" " "	" " "	۵
۶۰۴/۱	ادارة الطباعة المصرية مصر	" " "	مطلب فی زیارة القبور	۵

(۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی قرعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے، اس میں کیا حرج ہے، جبکہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو، نہ اُسے یہاں سے علاقہ۔

(۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا کھٹا، صحیح نہیں۔ ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں تدبیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔ امام شعرانی میزان الشریعت الکبریٰ میں فرماتے ہیں،

قد اجمع اهل الكشف على اشتراط الذكورة
في كل داع الى الله ولم يبلغنا ان احدا
من نساء السلف الصالح تصدرت
للقبية المریدین ابد النقص للنساء في
الدرجة وان ورد الكمال في بعضهن
كمریم بنت عمران و اسیة امرأة فرعون
فذلك كمال بالنسبة للتقوى والدين
لا بالنسبة للحكم بين الناس وتسليكمهم
في مقامات الولاية و غاية امر المرأة
ان تكون عابدة نراهدة كرابعة العذوية
رضى الله تعالى عنها. والله سبحانه وتعالى
اعلم و علمه جل مجداه اتم واحكم۔

اہل باطن کا اس پر اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کیلئے مرد ہونا شرط ہے۔ اور یہیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلف صالحین کی مستورات میں سے کوئی خاتون تربیت مریدین کے لیے کبھی صدر نشین ہوئی ہو۔ وہ یہ ہے کہ عورتیں مرتبہ میں ناقص ہیں۔ اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ زوہرہ فرعون کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے تو یہ کمال تقویٰ اور دین داری کے لحاظ سے ہے لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انہیں ولایت کے مقامات طے کرانے کے لحاظ سے نہیں۔ عورت کی غایت شان یہ ہے کہ عابدہ، زاہدہ ہو، جیسے رابعہ عذویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمه جل مجداه اتم واحکم۔ (د)

۱۸۲ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ ہیئت مروجہ کہ کھانا سامنے رکھ کر درود و قرآن پڑھ کر ثواب اس کا بنام میت کرتے ہیں اور وہ کھانا محتاج کو دے دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ کھانا محتاج کو دینے سے پہلے ثواب میت کو نہیں پہنچا سکتے، لہذا پہلے کھانا دے اس کے بعد ثواب پہنچائے، اور کہتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ناجائز دنا روا ہے۔ آیا قول اس کا صحیح ہے یا